پروفیسر صفدر احمد خان
علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی' اسلام آباد

اکیسویں صدی میں عالم اسلام کیلئے کمپیوٹر' انٹرنیٹ اور جدید مواصلاتی ذرائع ابلاغ کا استعمال ناگزیر ہے

اسلام دین فطرت ہے۔ فطرت کے تقاضوں میں جستجو کا اہم عنصر شامل ہے۔ جستجو کے اس سفر کی منازل میں وہ منزل بھی شامل ہے جہاں حضرت ابراہیمؑ کے اس ابتدائی تفکر کی کیفیت قرآن حکیم میں بیان کی گئی جو منصب نبوت پر سرفراز ہونے سے قبل کی تھی اور ان کے لئے حقیقت تک پہنچنے کا سبب بنی۔ قرآن حکیم کا ارشاد ہے :

"پھر جب رات کی تاریکی ان پر چھاگئی تو انہوں نے ایک ستارہ دیکھا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ میرا رب ہے سو جب وہ غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں غروب ہو جانے والوں سے محبت نہیں رکھتا۔ پھر جب چاند کو دیکھا چمکتا ہوا تو فرمایا کہ یہ میرا رب ہے سو جب وہ بھی غروب ہو گیا' تو آپ نے فرمایا کہ اگر مجھ کو میرا رب ہدایت نہ کرتا رہے تو میں گمراہ لوگوں میں شامل ہو جاؤں۔ پھر جب آفتاب کو دیکھا چمکتا ہوا تو فرمایا کہ یہ میرا رب ہے یہ تو سب سے بڑا ہے' سو جب وہ غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا اے قوم! بیشک میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں' میں اپنا رخ اس کی طرف کرتا ہوں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں" (الانعام ۶: ۷۶۔۷۹)

نیوٹن سے متعلق واقعہ درج ہے کہ اس نے سیب کو درخت سے زمین پر گرتا ہوا دیکھا اور ذہنی ارتقا کی منازل طے کرتا ہوا قانون جذب و کشش کے استنباط تک پہنچ گیا۔ جب ذہن کسی تخلیق میں الجھ رہا ہوتا ہے تو اسکے حل کی راہ میں حائل گتھیاں سلجھتی رہتی ہیں اور روشنی کی ایک کرن اس کو اس کے انجام تک پہنچانے میں ممدومعاون ہو جاتی ہے اور اس تحریر کا دائرہ احسن انجام تک ہی محدود ہے کیونکہ ارتقائی منازل میں ٹھہراؤ ایک لایعنی عمل ہے اور اسکا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ منزل تک رسائی ہو گئی بلکہ یہ خامیاں آئندہ منازل کے لئے نشان راہ بن جاتی ہیں۔

کارٹر وی گڈ Carter V.Good اپنی کتاب Essentials of Education Research میں

سائنٹیفک ریسرچ کی تعریف کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ جب انسان کسی شئے کی جستجو میں اپنے سوالات کا جواب تلاش کرنے لگتا ہے۔ تو ریسرچ کا مرحلہ شروع ہو جاتا ہے جب وہ آگے بڑھ کر ان اصولوں کو چیلنج کرتا ہے جن کے ذریعے وہ کسی نتیجے پر پہنچا تھا تو اگر وہ تنقیدی پہلو سے ایک طریقہ کے تحت اپنی Ob-servations کو دھراتا ہے ان کیلئے خاص اوزار Tools تجویز کرتا ہے جس کے ذریعے اسکے مشاہدات کی درجہ بندی اور تشخیص ہوئی ہے اور اپنی اس تحقیق کے نتائج کے سلسلے میں دوسروں کے جواب دینے کیلئے ماخذ دریافت کرلیتا ہے جو اسکی رائے سے اختلاف کرتے ہوں تو وہ مزید محتاط ہو جاتا ہے جب یہ کڑیاں ملتی ہیں تو تحقیق کا عمل مکمل ہوتا ہے۔

اسلام میں علم اور اہل علم کو بڑی فضیلت حاصل ہے علم وہی ہے جو قلم و کتابت سے مدون ہو اور ہر شخص اس سے مستفیض ہونے کا شرف حاصل کر سکے۔ اس پر کسی فرد جماعت یا فرقے کی اجارہ داری نہ ہو اسلامی معاشرے میں مسلمانوں اور حکمرانوں نے علماء اور فضلاء کی جو تعظیم و تکریم کی ہے وہ تاریخ کا زریں باب ہے۔ حضرت ابو امامہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

"اللہ اور اسکے فرشتے اور آسمان وزمین کی مخلوق نیکی سکھانے والے یعنی عالم کیلئے دعا کرتے ہیں"

آپؐ نے فرمایا: "عالم زمین پر اللہ کا نور ہے۔"

ہمارے علماء نے اسلامی معاشرے کو صحیح خطوط پر ڈھالنے اور اسکی ترقی و ترویج کیلئے بیش بہا خدمات انجام دی ہیں۔

دار العلوم حقانیہ کی خدمات اور اس کے چانسلر مولانا سمیع الحق صاحب کی زیر نگرانی کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ مولانا نے اکیسویں صدی کے چیلنجز کا مقابلہ کرنے کی تجاویز کی اشاعت کا اہتمام کر کے نہ صرف پوری صدی پر محیط اپنی خدمات کا دائرہ پھیلا دیا ہے بلکہ اس صدی کیلئے نشان منزل رکھے ہیں۔ ڈاکٹر سید محمد اکرم نے اپنے مضمون "اکیسویں صدی اور عالم اسلام" میں اس خیال کا اظہار کیا کہ اگر ہم قومی سطح پر اسوۂ حسنہ کی پیروی میں کامیاب ہو گئے تو اکیسویں صدی تو کیا سب صدیاں ان شاء اللہ ہماری ہونگی۔ اسلام کی نشاۃ ثانیہ اس بات کی متقاضی ہے کہ یہ دائرہ کار تمام عالم کے گرد پھیلا دیا جائے تاکہ نو خیز مسلم ریاستیں تاجکستان، ازبکستان، قزاقستان، آذربائیجان وغیرہ نہ صرف وسطی ایشا کی مسلم ریاستیں بلکہ دور دراز ریاستوں میں مقیم مسلمانوں کی قلیل تعداد بھی مسلمان علماء کے علمی کارناموں اور خدمات سے مستفیض ہو کر اور صراط مستقیم پر چل کر اپنی دنیا اور آخرت سنوار سکیں۔

دنیا اب ایک عالمی گاؤں Global Village کی صورت اختیار کر گئی ہے۔ ہر طرف سائنسی ترقی کا ایک ہنگامہ بپا ہے زمینوں اور فضاؤں کو سائنسی دریافت کی بدولت نئے زاویوں سے پرکھا جارہا ہے دعویٰ

اب یہاں تک پہنچ چکے ہیں کہ جنین کو مادر شکم میں حسب خواہش متاثر کیا جاسکے گا۔ عالمی رجحانات کی جانچ پڑتال اور قبول یارد کے پیمانے کا تعین کیا جائے اسکا پھیلاؤ عمل میں لایا جائے اور جو اذہان ان اثرات کو قبول کررہے ہیں یا انکا ایسا کرنا مستقبل قریب میں متوقع ہے ان کو قبل ازوقت ان کے نتائج سے متنبہ کیا جائے اور ان کو وہ ہتھیار مہیا کئے جائیں جنکے ذریعے وہ منفی میلان کا موثر تدارک کرنے کے قابل ہو جائیں۔ موجودہ مواصلاتی رابطوں میں کمپیوٹر' انٹرنیٹ اور دیگر رابطے تیز ترین ترسیل میں طاقتور کردار ادا کررہے ہیں مختلف ویب سائٹ پر جو سوفٹ وئیر ڈیویلپ کیا جارہا ہے اس پر کڑی نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ ایسی تنظیمیں بھی اپنا کردار ادا کررہی ہیں جن کے بارے میں گمان ہے کہ ان کی سرپرستی یہودی ذہن کررہا ہے ان کی تحریریں بظاہر معلومات کا خزینہ معلوم ہوتی ہیں مگر اپنے اندر ان کے عزائم کے میلان کا زہر پھیلا ہوا ہوتا ہے اور صرف علماء ہی انکا جواب موثر انداز میں دے کر اسلامی معاشرے پر ہونے والے ان حملوں کا تدارک کرنے میں عام مسلمانوں کی مدد کرسکتے ہیں۔

اکیسویں صدی اپنے علماً سے اس بات کی بھی متقاضی ہے کہ مسلمان دنیا میں جہاں کہیں بھی بستا ہو اس کو علماء کی خدمات سے استعفادہ حاصل کرنے میں پوری مدد حاصل ہو۔ امریکن ایسوسی ایشن فار دی ایڈوانسمنٹ آف سائنس American Association for the Advancement of Science نے 1985ء میں ایک منصوبہ بنایا تھا جسے پروجیکٹ 2061 کا نام دیا گیا۔ یہ 75 سالہ منصوبہ دمدار ستارے Halley Comet کے نمودار ہونے پر بنایا گیا اور اس کی متوقع نمودار ی (جو 2061ء میں ہے) تک کی سائنسی ترقی اور اسوقت کے تقاضوں کو پورا کرنے کیلئے مناسب تیاری پر مشتمل ہے۔

ہمیں بھی ایک پچیس سالہ (۲۵) منصوبہ بنانا ہوگا جو اسلامی تعلیمات کی جدید خطوط پر نشر واشاعت فقہی مسائل جیسے اہم موضوعات قرآنی تعلیمات' اسوۂ حسنہ سے روشناسی ان پر علم' اصول دین' ٹیکنالوجی سے تعلق روزمرہ کے مضامین' تمام عالم اسلام سے تعلق ورابطہ جیسے اہم عنوانات شامل ہوں۔ اس کے ساتھ ہی اگر اس منصوبے کا دائرہ کار انسانی مسائل اور فکری موضوعات پر غور تک پھیلادیا جائے جن میں روزافزوں اضافہ ہوتا جارہا ہے تو ایک طرف اسلام کے اصولوں کی ترویج کا موقعہ ملے گا اور دوسری جانب انسانیت کو مادی' فکری' روحانی اور مابعد الطبیعاتی مسائل کا حل ملے گا اس طرح اسلامی تحقیق سے اسلامی قدروں کے پھیلاؤ کا موقعہ ملے گا اور تبلیغ اسلام کے علم کی آب یاری ہوسکے گی۔ انشاء اللہ العزیز